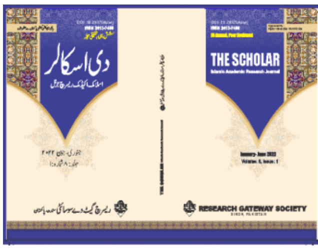

THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal
ISSN: 2413-7480(Print) 2617-4308 (Online)
DOI:10.29370/siarj
Journal home page: http://siarj.com

تفسیرِ قرآن کے داخلی وخارجی ذرائع۔حمید الدین فراہی اور امین احسن اصلاحی کے افکار کی روشنی میں

INTERNAL AND EXTERNAL SOURCES OF QUR'ANIC EXEGESIS; IN THE LIGHT OF THE THOUGHTS OF HAMIDUDDIN FARAHI AND AMIN AHSAN ISLAHI

1. **Muhammad Ishfaq**
Lecturer, Riphah International University, Faislabad Campus,
Email: m.ishfaqnawaz@gmail.com
ORCID ID:
https://orcid.org/ 0000-0001-6201-1993

2. **Samreena Gulzar**
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Though and civilization university of management and Technology Lahore
Email:samreena.gulzar774@gmail.com
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0002-3585-8942

To cite this article:
Ishfaq, Muhammad, and Samreena Gulzaar. "INTERNAL AND EXTERNAL SOURCES OF QUR'ANIC EXEGESIS; IN THE LIGHT OF THE THOUGHTS OF HAMIDUDDIN FARAHI AND AMIN AHSAN ISLAHI." The Scholar Islamic Academic Research Journal 8, No. 1 (June 30, 2022)..

To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue14urduar3

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 8, No. 1 || January-June 2022 || P. 40-62
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue14urduar3
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/issue14urduar3
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2022-06-30

CC BY NC SA

Open Access

تفسیرِ قرآن کے داخلی و خارجی ذرائع۔ حمید الدین فراہی اور امین احسن اصلاحی کے افکار کی روشنی میں

INTERNAL AND EXTERNAL SOURCES OF QUR'ANIC EXEGESIS; IN THE LIGHT OF THE THOUGHTS OF HAMIDUDDIN FARAHI AND AMIN AHSAN ISLAHI

ABSTRACT:

Tafthir (Quranic exegesis) is a significant science that pursues the interpretation of Quran by various means. Hamiduddin Farahi was a renowned Islamic Scholar of India, who is famous for his notion of Nazm (conherence). Amin Ahsan Islahi, an eminent Muslim Scholar of Pakistani, who wrote many books and a well-known exegesis Tadabar-ul-Quran, offered unique internal and external sources of commentary of Quran. Islahi and Frahi presented the notion of nazm and sources of exegesis in a way that was unique from ancestors (Jamhur). Amin Ahsan Islahi gave distinctive principles of Quranic exegesis by separating internal and external sources used for commentary of Quran. There exists a great debate over his exclusive principles of Qur'anic commentary as he refers to the discipline (Nazm) and language of Quran as internal sources while traditions, archaeology and history as external sources. This article discusses the internal and external sources of Qur'anic exegesis in the light of Amin Ahsan Islahi's and Farahi's thoughts.

KEYWORDS: Quranic Exegesis, Islahi, Farahi, Internal, External, source.

کلیدی الفاظ: تفسیر، قرآن، اصلاحی، فراہی، خارجی، داخلی، ذرائع

قرآن کریم ایسی معجز کتاب ہے جس کے اسرار و معانی اور حکمت و معارف کا احاطہ کرنا نوعِ انسان کے لیے ممکن نہیں۔ یہ خالق کی کتاب ہے اور وہ انسان کو اس میں غواصی و تفکر کی بارہا دعوت دیتا ہے۔ امت کا سوادِ اعظم عقیدے اور عمل

دونوں کے لیے قرآن وسنت کے منصوص احکام اور صحابہؓ کے اجماعی فیصلوں کی پابندی لازمی سمجھتا ہے۔خواہ عقل انسانی ان کا ادراک کر سکتی ہو یا نہیں۔ جمہور کے نزدیک حل و حرمت، حسن و قبح اور منفعت و مضرت کا معیار "عقلِ انسانی" نہیں بلکہ "وحیٔ خداوندی" ہے۔ پھر جس بات پر "جماعتِ صحابہ" کا اجماع ہو چکا ہو، اس کی حقانیت و صداقت کی شہادت خود قرآن نے دی ہے۔

جو سنت رسول ﷺ اور اجماعِ صحابہؓ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے بلکہ آزاد اجتہاد و عقل نمائی ان کا اصول ہے، جیسے روافض، خوارج، معتزلہ، مرجئیہ اور دورِ جدید کے "روشن خیال" متجددین اور منحرفین، جو قرآن کی تفسیر میں خاص اصولوں اور ذرائع کی پابندی لازمی نہیں سمجھتے، ان کی تفسیر قابلِ رد ہوگی۔ علمائے تفسیر نے تفسیر کرتے ہوئے خاص ذرائع کا استعمال اور اصولوں کو مدِ نظر رکھنا لازمی قرار دیا ہے۔ قرآن، حدیث، اقوالِ صحابہ وتابعین، عربی زبان وادب وغیرہ امتِ مسلمہ میں مسلمہ اصولِ تفسیر چلے آرہے ہیں۔ مگر فراہی مکتب کے نمائندہ امین احسن اصلاحی نے اپنی کتاب "مبادیٔ تدبر القرآن" میں تفسیرِ قرآن کے داخلی وخارجی ذرائع پیش کیے۔ داخلی ذرائع سے مراد وہ ذرائع جو کہ قرآن کے داخل سے ہی ہیں اور خارجی ذرائع وہ جو قرآن سے باہر ہیں مگر قرآن کی تفسیر میں مدد دیتے ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی رقم طراز ہیں کہ:

> "قرآن مجید کے فہم وتدبر کے طریقہ اور اس کے داخلی اور خارجی اسباب و وسائل کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ یعنی ایک بات تو یہ کہ قرآن مجید کو کس طرح پڑھنا چاہیے، کیا کیا ترتیبیں پیشِ نظر رکھنی چاہئیں، نظم کو کس طرح پکڑنا چاہیے، معانی کو کس طرح سلجھانا چاہیے۔۔۔یعنی مختصر الفاظ میں یہ کہ قرآن کی مشکلات میں خود قرآن سے راہنمائی سے کس طرح فائدہ اٹھانا چاہیے اور دوسری یہ بات کہ قرآن مجید سے باہر کیا کیا چیزیں ہیں جو قرآن کو فہم وتدبر میں ہماری مدد کر سکتی ہیں اور ان سے کن کن مشکلوں میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے؟"[1]

امین احسن اصلاحی کے نزدیک تفسیر کے داخلی وخارجی ذرائع، جمہور سے ہٹ کر ہیں۔ ذیل میں اولاً جمہور کے ذرائع تفسیر بیان کیے جائیں گے، پھر امین احسن اصلاحی کے پیش کردہ تفسیر کے داخلی وخارجی ذرائع پر بحث کی جائے گی۔

[1]Islahi, Ameen Ahsan, Mubadi Tadabur Quran, Faran Foundation, Lahore, 1434 A.H/ 2013, p 59

جمہور کے نزدیک تفسیر کے ذرائع:

مولانا حمید الدین فراہی اور مولانا امین احسن اصلاحی تفسیر کے لیے مآخذ کو داخلی ذرائع اور خارجی ذرائع میں منقسم کرتے ہیں۔ جبکہ جمہور کا نظریہ اس سے مختلف ہے۔ جمہور کے نزدیک تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القرآن بالسنۃ الثابتۃ عن رسول اللہ ﷺ، تفسیر القرآن بآثار الصحابہ و التابعین، تفسیر القرآن باللغۃ العربیۃ الفصحیٰ اور تفسیر القرآن بالعقل والاجتھاد تفسیر کے مختلف ذرائع ہیں۔

ا۔ان میں سب سے پہلا ماخذ تفسیر القرآن بالقرآن ہے۔ کسی کلام کا حقیقی مدعا صحیح معنوں میں خود متکلم بہتر انداز میں واضح کر سکتا ہے۔ قرآن کریم تفسیر قرآن کا پہلا ماخذ اور مصدر رہے۔ علامہ زرکشی رقم طراز ہیں:

"أحسن طريق التفسير أن يفسر القرآن بالقرآن"[2]

تفسیر کا احسن طریقہ یہ ہے کہ قرآن (کے بعض حصوں) سے قرآن (کے بعض حصوں کی) کی تشریح کی جائے۔

علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر کے اولین ذریعہ کے بارے میں لکھتے ہیں

"ان التفسير يطلب اولاً من القرآن"[3]

کہ تفسیر کو سب سے پہلے قرآن سے طلب کیا جائے۔

ابن تیمیہ اپنی کتاب مقدمہ فی اصولِ تفسیر میں رقم طراز ہیں

"فان قال قائل فما أحسن طرق التفسير فالجواب أن أصح الطرق فی ذلک أن يفسر القرآن بالقرآن فما أجمل فی مكان فانه قد فسر فی موضع آخر و ما اختصر فی مكان فقد سبط فی موضع أخر"[4]

---

[2] Az Zarakshi, Abu Abdullah Badar ud deen Muhammad bin Abdullah, Al Burhan fi Ulum ul Quran, Darul Ma'arfat, Beirut, Lebanon, 1376 A.H/ 1957, v 2, p 292

[3] As Sayyuti, At Tehbeer fi Il mut Tafseer, Manshurat ar Razzi, Egypt, n.d, p 151

پس اگر کوئی پوچھے کہ تفسیر کا سب سے بہترین طریقہ کون سا ہے تو اس کا جواب یہ ہو گا کہ سب سے احسن طریقہ تفسیر یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کی جائے کیونکہ اگر ایک جگہ اجمال ہے تو دوسری جگہ اس کی تفصیل ہوتی ہے اور اگر ایک جگہ ابہام ہے تو دوسری جگہ اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

لہٰذا اگر قرآن کی تفسیر مطلوب ہو تو اولاً قرآن مجید پر غور و فکر کیا جائے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ معجز کتاب بذاتِ خود ایجاز واطناب، اطلاق و تقیید، اجمال و تفصیل اور عام و خاص پر مبنی ہے۔یعنی ایک جگہ کوئی بات اجمال کے طور پر موجود ہے تو دوسری جگہ تفصیل بیان کی گئی ہوتی ہے۔ کہیں مطلق حکم ہوتا ہے تو دوسرے مقام پر اسے مقید کر دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر سورہ فاتحہ[5] میں موجود اجمال کی تفسیر و توضیح سور نساء[6] میں بیان کر دی گئی ہے۔ایسے ہی کئی مقامات پر "القرآن یفسر بعضہ بعضا" کے مصداق قرآن خود اپنے اجمال کی تشریح بیان کرتا ہے۔

۲۔ تفسیرِ قرآن بالقرآن کے بعد تفسیر کا دوسرا بڑا ماخذ تفسیرِ قرآن بالحدیث ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ قرآن کی شارح اور مفسر ہے۔آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور تقاریر قرآن کی تشریح کا ذریعہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو قرآن مجید کا شارح قرار دیا گیا۔

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ أَرٰكَ اللّٰهُ[7]

ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب نازل کی ہے تاکہ جو کچھ بصیرت اللہ نے آپ کو عطا کی ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں۔

آیت میں بما اراک اللہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو قرآن کریم کے احکام و معارف و مفاہیم بھی سمجھائے اور آپ ﷺ کا فرضِ منصبی بتلایا ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بتائے گئے معانی و مفاہیم کے مطابق لوگوں کے تنازعات اور معاملات کے فیصلے کریں۔

---

[4]Ibn e Taimiyyah, Taqi ud deen Abul Abbas Ahmed bin Abdul Haleem bin Abus Salam bin Abdullah, Muqadmah fi Asule Tafseer, Al Maktabah Al Ilmiyyah, Lahore, 1388 A.H, p 29

[5]Al Fatiha 1:6-7

[6]An Nisa 4:69

[7]An Nisa 4:105

ان مذکورہ اور دیگر متعدد قرآنی آیات کریمات سے استدلال ہوتا ہے نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ آپ ﷺ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن کریم کے اسرار و معارف سے آگاہ کریں۔امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

فان اعیاک ذلک فعلیک بالسنة فانها شارحة للقرآن موضحة له بل قد قال الامام ابو عبد الله محمد بن ادریس الشافعی کل ما حکم به رسول الله ﷺ فهو بما فیه من القرآن[8]

جمال الدین قاسمی کے نزدیک:

"ان السنة تفسر الکتاب و تبینه"[9]

سنت نبوی ﷺ قرآن کریم کی شارح ہے،اس کے ذریعے مجمل، مشکل و دقیق مقامات قرآنی الفاظ واحکام اور حلال و حرام کی توضیح ہوتی ہے۔اس لیے تفسیر قرآنی کے لیے سنت نبوی کی جانب رجوع ناگزیر ہے۔

۳۔ تفسیر القرآن بآثار الصحابہ والتابعین۔ نبی کریم ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ قرآن کریم کے ظاہری احکام و مسائل کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے۔اس لیے تفسیرِ قرآن کے ذرائع میں ایک اہم ذریعہ اقوالِ صحابہ ہے۔قرآن کریم ان نفوسِ قدسیہ کی موجودگی میں انہی کے احوال و ظروف کے مطابق نازل ہوا اور وہ اس کے پس منظر سے بخوبی آگاہ تھے۔اس لیے وہ اس کے متعلق ہر لحاظ سے زیادہ فہم رکھتے تھے۔امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں

"اذا لم تجد التفسیر فی القرآن و لا فی السنة رجعنا فی ذلک الی أقوال الصحابه فأنهم ادری بذلک لما شاهد و امن القرآن والاحول التی اختصوا بها و لما لهم من الفهم والعلم الصحیح لاسیما علماؤهم و کبراؤهم کالأئمة الأربعة الخلفاء الراشدین و الأئمة المهدیین مثل عبد الله بن مسعود"[10]

اور جب قرآن و سنت سے تمہیں تفسیر معلوم نہ ہو تو لازم ہے کہ تم اقوالِ صحابہ کی طرف رجوع کرو، فہم قرآن کا یہ زیادہ معقول طریقہ ہے۔کیونکہ اس کے مخصوص شواہد قرآن سے وہ لوگ زیادہ

---

[8]Ibne Taimiyyah, Muqadmah fi Asule Tafseer, p 30

[9]Qasmi, Jamal ud deen, Mahasin e Taweel, Darul Fikr, Beirut Lebanon, 1297 A.H/1978, p 191

[10]Ibne Taimiyyah, Muqadmah fi Asule Tafseer, p 30

واقف تھے ان حضرات کو نہ صرف اس کا مکمل فہم اور صحیح علم حاصل تھا بلکہ وہ اس پر مکمل عمل پیرا تھے، خاص طور پر ان کے علماء و اکابر مثلاً ائمہ اربعہ خلفائے راشدین اور عبد اللہ بن مسعودؓ جیسے ہدایت یافتہ ائمہ "

اس لیے تفسیر قرآن اگر قرآن و سنت سے میسر نہ آئے تو آثارِ صحابہ کی روشنی میں کی جائے گی۔ صحابہ کی تفسیر حجت ہے۔ بعض علماء صحابہ کے اقوال کی مانند تابعین کے اقوال کی حجیت کے قائل ہیں جبکہ بعض بطور شہادت کے تو لیتے ہیں لیکن حجیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اقوالِ تابعین میں کافی اختلاف ہے۔

۴۔ تفسیر القرآن باللغۃ العربیۃ الفصحیٰ، قرآن مجید عربی مبین میں نازل ہوا، تفہیم و توضیحِ قرآن کے لیے عربی زبان سے آگہی ضروری ہے۔ صحابہ و تابعین تفسیرِ قرآن کے لیے عربی زبان و ادب سے خوب استفادہ کرتے اور جابجا کلامِ عرب سے استشہاد فرماتے۔ بعض ائمہ نے عربی لغت سے تفسیرِ قرآن کے جواز پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے۔[11]

امام مالک کا قول ہے

"لا أوتی برجل یفسر کلام اللہ و ھو لا یعرف لغۃ العرب الا جعلتہ نکالا"[12]

عربی زبان کو جانے بغیر کوئی شخص اگر کلام اللہ کی تفسیر کرتا ہے، اس شخص کو میرے پاس لایا جائے تو عبرت کا نشان بنا دوں۔

عربی زبان افضل اللغات اور وسیع زبان ہے۔ جطلاوی رقم طراز ہیں:

"ان القرآن ھو دستور الأمۃ و منھجھا ، و لغۃ العرب ھی قاموسہ لفظاً و معنًا "[13]

اس سے واضح ہو گیا کہ حدیث نبوی ﷺ، اقوالِ صحابہ و تابعین کے بعد لغتِ عرب سے مدد لی جا سکتی ہے۔ کلامِ عرب کا سمجھنا بھی ضروری ہے کہ نزول قرآن کے دور کی صحیح تصویر سامنے ہو۔ کلامِ عرب (قدیم جاہلی عربی شاعری و نثر)

[11] At Tayyar, Mas'ad bin Sulaiman, Doctor, Fusul fi Usul ut Tafseer, Dar un Nashar Ad Dauli, Riyadh, 1413 A.H/ 1993, p 42

[12] Al Wahidi, Abil Hassan Ali bin Ahmed bin Muhammad, Tafseer ul Baseet, Emada tul Behs al Ilmi Jamia al Imam Muhsmmad bin Saud al Islamiyah , 1430 A.H, v 1, p 21

[13] Aj Jatlavi, Muhammad Yusuf, As Sher uj Jahili wa Asrih fi Tafseer, Ma'ani ul Quran, Jamia Qar Yunus Bangari, 1990, p 164

اور اس کے اسلوب نگارش سے اچھی طرح واقفیت ہو۔ کلام اللہ کی تفہیم نزول قرآن کے وقت زمانہ جاہلیت کے عربوں کی عادات کی معرفت کی صورت میں ہی ممکن ہے۔

۵۔ تفسیر القرآن بالعقل والاجتھاد، قرآن کریم کے اسرار و حکم کی معرفت تک علم و عقل، خشیت وانابت اور تدبر و تفکر کے ذریعے نئے حقائق و معارف تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی معرفت کے لیے نبی کریم ﷺ نے ابن عباس کے حق میں دعا مانگی تھی

"اللهم فقهه فی الدین علمه التأویل"[14]

ان کے علاوہ بھی جمہور کے نزدیک ذرائع تفسیر ہیں مثلاً اسبابِ نزول، مگر وہ مندرجہ بالا مآخذ کے تحت ہی آجاتے ہیں۔ نیز کچھ شروط کے ساتھ اسرائیلیات کو بھی شامل ماخذ تفسیر قرآن کیا گیا ہے۔

امین احسن اصلاحی کے نزدیک تفسیرِ قرآن کے داخلی و خارجی ذرائع:

جمہور نے تفسیرِ قرآن کے جو مآخذ اختیار کیے، جناب امین احسن اصلاحی نے انہیں داخلی اور خارجی ذرائع میں تقسیم کیا نیز ان میں نظم قرآن کا اضافہ کیا جو کہ ان کا امت سے شذوذ ہے۔ مولانا اصلاحی کے نزدیک فہم قرآن کے داخلی وسائل میں یہ ذرائع ہیں جو کہ خود قرآن میں سے ہیں:

- قرآن کریم کا نظم
- قرآن حکیم کی زبان
- قرآن کریم کے نظائر و شواہد

اور فہم قرآن کے خارجی وسائل میں درج ذرائع شامل ہیں:

- حدیث
- تاریخ
- سابقہ آسمانی صحیفے

مولانا اصلاحی نے داخلی وسائل کو مدِ نظر رکھ کر تفسیرِ قرآن کی اور خارجی وسائل کو محض معاون وسائل کے طور پر لیا۔ اپنی تفسیر تدبر القرآن کے مقدمہ میں امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

---

[14] Imam Ahmed Bin Hanbal, Musnad Ahmed, v 1, p 540, Hadith 3024

''میں نے ممکنہ حد تک اگرچہ ان (خارجی وسائل) سے بھی استفادہ کیا ہے مگر ان کو داخلی وسائل کے تحت رکھ کر ان سے فائدہ اٹھایا۔ میں نے وہ بات لی جو کہ الفاظِ قرآنی، نظمِ قرآنی اور نظائرِ قرآنی سے سامنے آئی۔ لیکن اگر کوئی امر بخلاف سامنے آیا تو میں نے اس کو اس کے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے جانچا۔ پھر اگر دینی اور علمی لحاظ سے کوئی اہم بات ہوئی تو اس کے تجزیہ و تنقید کے ذریعے پہلو اجاگر کیے اور کوئی راہ متعین کرنے کی سعی کی۔ لیکن اگر کوئی امر اس اہمیت کا حامل نہ ہوا تو میں نے اس سے پہلو تہی کی۔ اس پر بلاضرورت طبع آزمائی سے گریز کیا۔''[15]

ذیل میں امین احسن اصلاحی کے داخلی وخارجی ذرائع تفسیر کا جائزہ لیا جائے گا:

نظمِ قرآن بحیثیت مآخذ تفسیر:

نظمِ قرآن کی اہمیت وافادیت سے متعلق اہل علم کی متنوع آرأموجود ہیں۔۔ بعض اہلِ علم اس کی افادیت کے حامی تھے اور انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر میں اس سے فائدہ بھی اٹھایا، جب کہ بعض اسے تکلف محض سے تعبیر کرتے تھے۔ متقدمین میں سے جن اصحابِ علم نے نظم و مناسبت کے علم کی اہمیت وافادیت پر بات کی ہے انہوں نے اسے فوائد اور نکات کی قبیل سے شمار کیا ہے۔ جیسا کہ امام زرکشیؒ فرماتے ہیں:

''مفسرین کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو اس علمِ نظم کی اہمیت کو نظر انداز کرتی ہے، حالانکہ اس میں بڑے فوائد پنہاں ہیں۔''[16]

علوم قرآن پر موجود جامع کتابوں میں بھی اسے اصول تفسیر یا شرائط تفسیر و شرائط مفسر میں جگہ نہیں دی گئی۔ جمہور اہلِ سنت نے اصول تفسیر میں جن چیزوں کو بیان کیا ہے ان میں قرآن مجید کی تفسیر: (۱) قرآن ہی سے (۲) حدیث سے (۳) اقوالِ صحابہ سے (۴) اقوالِ تابعین سے (۵) اسرائیلی روایات سے (کچھ شرائط کے ساتھ) اور (۶) لغت عربی سے (کچھ شرائط کے ساتھ) کو تو بیان کیا ہے، مگر نظمِ قرآن کو ان اصولوں میں کہیں جگہ نہیں دی گئی۔ مگر مولانا فراہی واصلاحی کے ہاں نظمِ قرآن کو بنیادی وکلیدی حیثیت دے دی گئی ہے۔ ان اصحاب کے بقول نظمِ قرآن سے بے پرواہو

---

[15] Muqadmah Tadabar ul Quran, p 15-22

[16] Az Zarakshi, Muhammad bin Abdullah, Al Burhan fi Ulum ul Quran, v 1, p 32

کر قرآن مجید کی تفسیر کی ہی نہیں جاسکتی اور جنہوں نے نظم قرآن کی رعایت نہ کرتے ہوئے تفسیریں لکھی ہیں انہوں نے تفسیر قرآن میں غلط قدم اٹھایا ہے۔[17]

مولانا اصلاحی نے اپنی تفسیر اپنے استاذ حمید الدین فراہی کے نظریات کے تتبع میں لکھی۔ مولانا فراہی کے نزدیک تفسیرِ قرآن کے اصول تین حصوں میں منقسم ہیں:

(۱) بنیادی اصول (۲) ترجیح کے اصول (۳) غلط اصول۔

پھر بنیادی اصول کے تحت چار طرح کے اصول پیش کیے ہیں:

نظمِ کلام اور سیاق و سباق کا لحاظ

نظائرِ قرآن کی روشنی میں مفہوم کا تعین

الفاظ کے شاذ معانی کا ترک

کلام میں مخاطب کا صحیح تعین

ان میں سے پہلے اصول (یعنی نظمِ کلام) کے تحت رقم طراز ہیں:

> ''یہ اصول بنیادی اس لیے ہے کہ کوئی بھی کلام ایسے مفہوم کا متحمل نہیں ہو سکتا جو اس کے نظام کے مخالف اور اس کے معانی کو غیر مربوط کرنے والا ہو۔ ربطِ کلام تو ہر عاقل کے کلام کی خصوصیت ہوتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا معجز کلام اس خصوصیت سے خالی کیسے ہو سکتا ہے؟ تفسیر کا یہ اصول نہایت واضح تھا، لیکن بعض منحرف لوگوں نے اس کو حذف کرنے کی سعی کی اور کچھ حدیثیں ایسی گھڑ دیں جن کے باعث ناپختہ عقل رکھنے والے صالح اہل ایمان بھی فتنہ میں مبتلا ہو گئے۔''[18]

مولانا فراہی نے تفسیر قرآن کے ''غلط اصول'' کے تحت یہ اصول لکھا ہے:

[17] Islahi, Ameen Ahsan, Mubadi Tadabur Quran, Faran Foundation, Lahore, 2004, p 78-79

[18] Farahi, Hmeed ud deen, Rasail al Imam al Farahi fi Ulum ul Quran, Idarah al Islah Saray Mir, U.P, India, 1991, p 88-89

''قرآن کی تاویل حدیث کی روشنی میں کرنا،جب کہ حدیث کی تاویل قرآن کی روشنی میں ہونی چاہیے۔''[19]

پھر ایک مثال کے بعد رقم طراز ہیں:

''یہیں ایک امر قابل غور مگر پُر خطر ہے۔قرآن مجید میں موجود امر کو ذہن نشین کرنے سے پہلے اگر تم حدیث پر غور کرنے لگ جاﷺگے جس میں صحیح و سقم دونوں موجود ہیں تو تمہارا دل ودھیان بعض ایسی روایات میں اٹک سکتا ہے جن کی قرآن میں اساس موجود نہیں اور کبھی وہ قرآن اور حدیث کے اُلٹ بھی ہو۔اس کے نتیجہ میں تم قرآن کی تاویل میں حدیث پر اعتماد کروگے اور حق و باطل کی آمیزش ہو جائے گی۔ پس راہِ راست یہ ہے کہ تم کتاب اللہ سے ہدایت پا جاﷺ۔اس پر اپنے مذہب کو استوار کرو، بعد ازاں احادیث سے رجوع کرو۔اگر بادی النظر میں کوئی حدیث اللہ کے کلام سے ہٹ کر نظر آئے تو اس کی قرآن کی روشنی میں تاویل کرو۔اگر دونوں میں تطبیق کی کوئی صورت معلوم ہو جائے تو تمہاری تسکین ہو جائے گی۔لیکن اگر ناکام رہو تو حدیث کے معاملہ میں توقف کرو اور کلام اللہ پر عمل پیرا ہو۔[20]

اسی طرح مولانا فراہی ''تفسیر کے خبری مآخذ'' کے عنوان سے رقم طراز ہیں

''بعض ماخذ اصل کا درجہ رکھتے ہیں اور بعض فرع کا۔صرف کلام اللہ کو یہ حیثیت حاصل ہے کہ اسے اصل اور اساس تسلیم کیا جائے،اس کے علاوہ کوئی چیز یہ مقام نہیں رکھتی۔ فرع کی حیثیت تین کو حاصل ہے

۱۔احادیث

۲۔اقوام کے ثابت شدہ اور متفق علیہ حالات

۳۔ گزشتہ انبیاء کے محفوظ صحیفے

[19]Rasail al Imam al Farahi, p 278
[20]Ibid

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 1 || January –June 2022 || P. 40-62
https://doi.org/10.29370/siarj/issue14urduar3

اگر احادیث، تاریخ اور قدیم صحائف میں ظن و شبہ کو دخل نہ ہوتا تو ہم ان کو درجۂ فرع میں نہ رکھتے ،بلکہ یہ اصل کا مقام پاتے اور اس میں اختلاف نہ ہوتا۔ چنانچہ جو فرد کلام اللہ کو سمجھنا چاہتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ روایات کے ذخیرہ میں سے ان روایات کو نہ لے جو اصل کو ڈھانے والی ہوں۔ چند روایتیں ایسی ہیں کہ جن کی تاویل نہ ہو تو وہ اصل کو زک پہنچاتی ہیں اور نظم و ربط میں فساد برپا ہو جاتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ آیت کی تاویل تو کر ڈالتے ہیں، لیکن روایت کی تاویل کی ہمت نہیں کرتے۔ بسا اوقات تو محض تاویلِ آیت پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ اس کے نظام کو بھی درہم برہم کر ڈالتے ہیں۔ درحقیقت جب اصل اور فرع متعارض ہوں تو کاٹنے کی چیز اصل نہیں بلکہ فرع ہے... اور سب سے زیادہ تعجب ان افراد پر ہوتا ہے جو ایسی روایتیں بھی تسلیم کر لیتے ہیں جو نصوصِ قرآنیہ کی تکذیب کر رہی ہوتی ہیں، مثال کے طور پر یہ روایت کہ حضرت ابراہیمؑ نے دروغ گوئی کی یا رسول ﷺ کے خلاف وحیٔ قرآن پڑھنے کی روایت وغیرہ۔ یہ وہ روایات ہیں جن کے بارے میں نہایت احتیاط درکار ہے۔ چنانچہ محض وہ رویات تسلیم کرنی چاہئیں جو قرآن کی تائید و تصدیق کرتی ہوں۔ مثلاً جو آثار حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہیں وہ بالعموم نظم قران سے بہت اقرب ہیں...اگر کوئی شخص فروع میں سے کسی بات کا منکر ہو تو وہ قرآن کے منکروں کی طرح نہیں ہو سکتا۔"[21]

مولانا فراہی نظمِ قرآن کے اس قدر حامی ہیں کہ لکھتے ہیں:

"ذخیرۂ حدیث اور روایات میں سے صرف وہی چیزیں (تفسیرِ قرآن میں) قابل استفادہ ہیں وہ نظمِ قرآن کی موئید ہوں۔ نہ کہ اس نظام کو زک پنچاتی ہوں۔"[22]

نیز فرماتے ہیں:

[21] Farahi, Hameed ud deen, Majmua Tafaseer Farahi, Mutrajam Amin Ahsan Islahi, Faran Foundation, 1998, p 37-39

[22] Farahi, Hameed ud deen, Mutrajam Amin Ahsan Islahi, Faran Foundation, Taba Dairah Hamidiyah, Saray Mir, Azam Garh, 1990, p 38

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 1 || January –June 2022 || P. 40-62
https://doi.org/10.29370/siarj/issue14urduar3

"میرے نزدیک سب سے زیادہ بے خطر راہ یہ ہے کہ استنباط کی باگ قرآن مجید کے ہاتھ میں دے دی جائے۔اس کا نظم وسیاق جس طرف اشارہ کرے اسی طرف چلنا چاہیے۔"[23]

مولانا امین احسن اصلاحی نے اپنے استاد کے انہی تفسیری اصولوں کو قرآن کے داخلی اور خارجی وسائل میں تقسیم کر کے مزید منقح کر دیا ہے۔

داخلی ذریعہ تفسیر نظمِ قرآن تنقیدی جائزہ:

مولانا فراہی و اصلاحی نے قرآن کی تفسیر کے حوالے سے جو اصول پیش کیے، ان میں کئی چیزیں محل نظر ہیں۔ ان میں سے ایک چیز روایات کا قرآن کے خلاف ہونے کا مسئلہ بھی ہے۔فراہی و اصلاحی کے ہاں روایات کے خلافِ قرآن ہونے کے دو مطلب ہیں: ایک یہ کہ روایت، قرآن کے ظاہری الفاظ کے خلاف ہو اور دوسرا یہ کہ روایت قرآن مجید کے الفاظ سے حاصل ہونے والے نظم کے خلاف ہو۔ پہلی بات سے متعلق امر تو یہ ہے کہ اس سلسلہ میں محدثین کی شرائط پر پوری اترنے والی کوئی صحیح روایت کیا قرآن کے ظاہری الفاظ کے اس طرح خلاف ہو سکتی ہے کہ اس میں اور قرآن میں کوئی جمع و تطبیق کی گنجائش نہ رہے؟ نیز کوئی روایت نظم قرآن کے خلافِ ہو تو کیا اسے بھی خلاف قرآن کہہ کر رد کیا جا سکتا ہے؟ در حقیقت، نظمِ قرآن کے سلسلہ میں جن اہلِ علم نے قرآنی آیات اور سورتوں کے باہمی نظم و مناسبت کے مختلف پہلو اُجاگر اور مختلف نظام قائم کیے ہیں یہ سب ان کی ذہنی کاوشیں ہیں۔اب اگر کوئی روایت اس نظام (نظم قرآن) کے خلاف ہو تو اسے ان کے ذہنی کاوش سے تیار کردہ 'نظامِ قرآن' کے خلاف تو کہا جا سکتا ہے، مگر 'قرآن' کے خلاف نہیں۔ نظمِ قرآن کی تلاش خالص عقلی کاوش ہے اور پھر جن اہل علم نے اس طرف تعقّل و تفکّر کر کے نظم و مناسبت کی مختلف شکلیں پیش کی ہیں، وہ سب عقلی کاوشیں ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، حتی کہ خود فراہی و اصلاحی کے ہاں بھی ایسے کئی اختلافات بالکل واضح ہیں۔ نظم قرآن کی تلاش کے لیے شروع سے آخر تک ہر پہلو پر 'غور' کرنا مطلوب ہوتا ہے، اور ظاہر ہے یہ غور ہر مفسر کی اپنی ذات اور اپنے علم و مشاہدہ پر منحصر ہو گا اور عقل انسانی کے تفاوت کی وجہ سے ہر شخص کا 'غور' دوسرے سے یقیناً مختلف ہو گا، خواہ جزوی طور پر مختلف ہو یا اصولی اور کلی طور پر۔ مولانا حمید الدین فراہی فرماتے ہیں:

[23] Ibid, p 451

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 1 || January –June 2022 || P. 40-62
https://doi.org/10.29370/siarj/issue14urduar3

"میں مطمئن قلب کے ساتھ اقرار کر سکتا ہوں کہ تلاشِ نظم میں کسی فرد کی پیروی میں نے نہیں کی بلکہ خدائے بزرگ و برتر کی عطا کردہ صلاحیتیں اور بصیرت میری راہنمائی کرتے رہے ،تاہم یہ خیال درست نہیں کہ قرآن مجید کے اندر تلاشِ نظم میں میں تنہا ہوں۔ علمائے کرام مجھ سے قبل بھی اس راہ میں کاوشیں کرتے رہے ہیں اور اس موضوع پر کتب تصنیف کیں۔"[24]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نظم قرآن کی تلاش کا علم نصوص کے بجائے "غور" اور ظن و تخمین پر مبنی ہے۔اس لیے ایک صاحبِ بصیرت نظمِ قرآن کی تلاش میں درست رائے بھی قائم کر سکتا ہے اور غلط بھی۔اس کا ظن و تخمین مبنی بر حقیقت بھی ہو سکتا ہے اور تکلّف محض بھی۔ لہذٰا آیاتِ قرآنی کی تفسیر کی یہ بنیاد ظنی اور مبنی بر عقل ہے جسے فراہی و اصلاحی تفسیر کا داخلی ذریعہ قرار دیتے ہیں۔

لغت و کلام ِ عرب بحیثیت ذریعہ تفسیر:

جمہور کے نزدیک تفسیر کے مآخذ میں سے لغت عربی کے بھی بے حد اہمیت حاصل رہی ہے کہ یہ وہ زبان ہے جس کو خدائے بزرگ و برتر نے اپنے کلام پاک کے لیے منتخب فرمایا۔ غریب الفاظ کے صحیح معنی کی وضاحت اور مشکلات القرآن کے حل کے لیے کلامِ عرب بالخصوص جاہلی شاعری کی طرف رجوع کیا گیا۔ فراہی و اصلاحی مکتبہ فکر میں لغت و کلام عرب کو داخلی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی اپنے استاد کے کلامِ عرب سے استفادہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

استاذ امام مولانا حمید الدین فراہی کا اکثر اعتماد کلامِ عرب پر تھا۔ وہ جس امر یا جس اسلوب سے متعلق تردد کا شکار ہوتے اس کو صرف قرآن مجید اور کلامِ عرب میں ڈھونڈتے۔ بعض الفاظ و اسالیب کی تلاش میں انہوں نے مدتیں صرف کر دیں۔[25]

مولانا اصلاحی نے اپنے استاذ کے نظریات کا خوب پرچار کیا اور ان کے نہج پر مزید کام کیا۔ لکھتے ہیں:

---

[24]Majmua Tafaseer Farahi, p 27

[25] Islahi, Ameen Ahsan, Mubadi Taddabar ul Quran, Markazi Anjuman Khadam ul Quran Lahore 1980, p 60

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 1 || January –June 2022 || P. 40-62
https://doi.org/10.29370/siarj/issue14urduar3

"قرآن مجید کی زبان اور اس کے اسالیب کی مشکلات حل کرنے میں تین طرح کی چیزیں مدد دے سکتی ہیں:

ا۔ کتبِ لغت اور کلامِ عرب، ۲۔ کتبِ نحو، ۳۔ کتبِ بلاغت [26]

پھر لکھتے ہیں

قابلِ اعتماد چیز اس باب میں دراصل کلامِ عرب ہی ہے۔ لفظ کے اصلی حقائق اسی سے کھلتے ہیں۔ پھر اسالیبِ کلام کا معاملہ تو سراسر اسی سے متعلق ہے۔ [27]

قرآنی نظائر کی بجائے، کلام ِ عرب کے نظائر پر اکتفا:

مولانا اصلاحی نے کلامِ عرب کو اس حد تک اہمیت دی کہ آیاتِ قرآنی کی تفسیر کے دوران انہوں نے حدیث میں موجود نظائر سے تو صرفِ نظر کیا ہی، کئی جگہ قرآنی نظائر پیش کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی۔ مثلاً سورہ ال عمران میں ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ [28]

اس آیت میں مصدق کے دو معانی بیان کیے گئے ہیں۔ ایک "تصدیق کرنے والا" اور دوسرا "مصداق"۔ بیشتر مفسرین نے اس کے پہلے معنی مراد لیے ہیں۔ مولانا اصلاحی نے اس کے معنی کو شعر کے ذریعے مدلل کیا ہے۔ اور پھر لفظ "تصدیق" کے مفہوم کے لیے ایک حماسی شاعر کا یہ شعر پیش کیا ہے

فدت نفسی و ما ملکت یمینی فوارس صدقوا فیھم ظنونی [29]

مولانا نے اپنے اختیار کردہ معنی کے لیے کلام عرب کے نظائر تو پیش کیے مگر قرآنی نظائر پیش کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ لفظ "تصدیق" کا یہ مفہوم بعض دیگر قرآنی آیات سے بھی ثابت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ [30]

---

[26]Ibid, p 58-59
[27]Ibid, p 59-60
[28]Ale Imran 4:81
[29]Tadabur ul Qurann, v 2, p 134-135

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 1 || January –June 2022 || P. 40-62
https://doi.org/10.29370/siarj/issue14urduar3

سنت ولغت میں تعارض کی صورت میں معیار:

مولانا فراہی و اصلاحی کے نزدیک لغت اور کلامِ عرب کو تفسیرِ قرآن کے اصلی اور قطعی اصول کی حیثیت حاصل ہے۔اسے تفسیر قرآن بذریعہ قرآن میں شامل کیا گیا ہے۔لیکن حدیث و سنت اور اقوالِ صحابہ تفسیرِ قرآن کے ثانوی اور فرعی ماخذ ہیں، جو اصلی اور اساسی ماخذ کی تائید و توثیق تو کر سکتے ہیں، لیکن سنت و لغت کے تعارض کی صورت میں لغت معیار ہو گی۔اور ایسی صورت میں یا تو حدیث مبارکہ کو رد کر دیا جائے گا یا اس کی تاویل کر لی جائے گی۔ جبکہ قرآن کو صرف لغت کے ذریعے نہیں سمجھا جا سکتا۔اگر ایسی بات ہوتی تو صحابہ کرامؓ جو فصیح و بلیغ اور اہلِ زبان تھے انہیں نبی کریم ﷺ سے تفسیر لینے کی ضرورت ہی نہ پیش آتی۔ایسی کئی مثالیں کتبِ حدیث میں موجود ہیں کہ صحابہ کرام پر قرآن کا مقصد نبی ﷺ نے واضح کیا۔

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

" و مما ینبغی أن یعلم أن الألفاظ الموجودة فی القرآن و الحدیث اذا عرف تفسیر ھا و ما ارید بھا من جھة النبی ﷺ لم یحتج فی ذلک الی الاستدلال بأقوال أھل اللغة و لاغیرھم "[31]

اور جس چیز کا جاننا ضروری ہے وہ یہ کہ کہ قرآن و حدیث میں موجود الفاظ کا مفہوم نبی اکرم ﷺ کی جانب سے معلوم ہو جائے تو اس میں اہلِ لغت وغیرہم کے اقوال کی حاجت نہیں رہتی۔

جبکہ و مولانا اصلاحی نے حدیث کے بجائے لغت پر اعتماد کیا ہے۔ تفسیر کے داخلی و خارجی ذرائع کا تعین کرتے ہوئے مولانا اصلاحی کی تقسیم محل نظر ہے۔مولانا کے نزدیک احادیث وآثارِ صحابہ میں " ظن وشبہ کو دخل ہے "تو ظن وشبہ تو کلامِ عرب میں بھی پایا جاتا ہے۔اگر یہ بات کہی جائے کہ ان میں ضعیف و موضوع روایات کی آمیزش ہے تو کلامِ عرب کا بڑا حصہ بھی منحول ہے۔ تفسیرِ قرآن میں احادیث وآثار صحابہ کو کلامِ عرب سے کم تر حیثیت دینا صحیح نہیں کیونکہ شرعی اصطلاحات کو محض لغت کی بنیاد پر نہیں سمجھا جا سکتا جب تک مقصدِ شارع معلوم نہ ہو۔اس بحث کے ضمن میں محدث روپڑی فرماتے ہیں:

---

[30]Saba 34:20

[31] Ibne Taimiyyah, Taqi ud deen Abul Abbas Ahmed bin Abdul Haleem, Majmu ul Fatawa, Majmu ul Fatawa, Majma al Malik Fahad Li Taba'at al Mushaf al Sharif, Madina, Saudi Arabia, 1416 A.H/1995, v 7, p 286

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 1 || January –June 2022 || P. 40-62
https://doi.org/10.29370/siarj/issue14urduar3

"قرآن سمجھنے کے لیے محض لغت کافی نہیں بلکہ حدیثِ نبوی ﷺ یا تفسیرِ صحابہ کی بھی ضرورت ہے، کیونکہ لغت میں لفظ کے ایک معنی ہوتے ہیں اور شرع اس سے اور معنٰی مراد لیتی ہے۔ مثلاً لفظِ صلٰوۃ کے معنی تحریک الصلوین کے ہیں اور شرع میں ارکان مخصوصہ سے عبارت ہے پس اگر ہم صرف لغت پر اکتفا کریں تو ایک حکمِ شرعی بھی ثابت نہ ہو گا۔[32]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مفردات و مشکلاتِ قرآن کے معانی معلوم کرنے کے لیے لغت کی طرف رجوع تو ہو سکتا ہے مگر کسی آیت کے مفہوم کو متعین کرنے کے لیے بہر حال وحی الہیٰ اور سنت کی طرف رجوع سے چارہ کار نہیں ہے۔ سنت بہر حال لغت پر فائق ہے اور لغت کا معیار بھی سنت ہی ہو گی۔

تفسیر قرآن بالقرآن میں سنت کی حیثیت:

قرآن کریم کی تفسیر دراصل مرادِ الہیٰ کو اجاگر کرنا ہے۔ اس باب میں اگر کسی کو قطعیت و حتمیت کا درجہ حاصل ہے تو وہ نبی کریم ﷺ کی ذات ہے۔ تفسیر قرآن بالقرآن کا معنی یہ قطعاً نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی احادیث کو کسی طور نظر انداز کر دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تفاسیر جنہیں تفسیر قرآن بالقرآن کی خصوصیت کا دعویٰ ہے وہ بھی قرآن کو ۲۳ سالہ نبوی زندگی میں ڈھال کر ہی تفسیر کرنے پر مجبور ہیں۔ اگر نبی کریم ﷺ کا مقصدِ بعثت ایک جملہ میں ادا کیا جائے تو وہ "تبینِ قرآن" ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ[33]

ہم نے یہ کتاب تم پر اسی لیے اتاری ہے کہ جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان کی حقیقت ان پر واضح کر دو۔ اور یہ ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائیں۔

مشہور قاعدہ ہے کہ القرآن یفسر بعضہ بعضا (قرآن کا ایک حصہ دوسرے کی وضاحت کرتا ہے)

---

[32] Muhaddis Ropri, Dirayate Tafsiri, Matba'a Esteem Press, Amritsar, n.d, p 45-46
[33] An Nahal 16:64

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 1 || January –June 2022 || P. 40-62
https://doi.org/10.29370/siarj/issue14urduar3

علمائے تفسیر نے اس کو اولیٰ اور بنیادی حیثیت دی ہے مگر نگاہِ تعمق سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ کسی آیت کو قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر قرار دینا مفسر کا اپنا فہم و استنباط ہے، جو ظاہر ہے، قطعی نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد مفسرین کے ہاں تفسیر قرآن بذریعہ قرآن میں تنوع نظر آتا ہے۔

قرآن کی تفسیر قرآن سے کرتے ہوئے حدیث و سنت کو لازماً ملحوظ و مرعی رکھنا ہو گا۔ بصورتِ دیگر تفسیر کی بجائے تحریف تک نوبت پہنچ سکتی ہے۔ اس اصولی نکتے سے مولانا فراہی اور اصلاحی کے تصور تفسیر القرآن بالقرآن کی کمزوری بھی عیاں ہوتی ہے کہ وہ نظمِ قرآنی اور ادبِ جاہلی کو تو تفسیر کے داخلی ذرائع میں شامل کرتے ہیں اور پھر اسے قطعی قرار دیتے ہیں مگر حدیث و سنت اور صحابہ کرام کی تفاسیر جن میں حکماً مرفوع اقوال بھی شامل ہیں، کو ظنی قرار دے کر لائق اعتنا نہیں جانتے۔

قرآن و سنت شریعت کے دو بنیادی ماخذ ہیں جن پر دین کی اساس ہے۔ قرآن و سنت کے تعلق کے متعلق فرماتے ہیں

"السنه والكتاب توأمان لاينفكان ،ولا يتم التشريع الا بهما جميعا ،والسنة مبينة للكتاب و شارقة له ،و موضحة لمعانية و مفسره لمبهمه"[34]

کتاب و سنت ایسے جڑواں ہیں کہ الگ نہیں ہو سکتے۔ شریعت ان دونوں ہی کے ساتھ مکمل ہوتی ہے۔ سنت کتاب اللہ کی تبین و تشریح کرنے والی، اس کی مرادوں کو کھولنے والی اور اس کے مبہمات (مجمل اور مشکل) کی تفسیر کرنے والی ہے۔

چنانچہ کتاب و سنت میں سے صرف سنت کو ہی قابل عمل یا دین کے لیے کافی سمجھنا جیسا کہ فراہی مکتبہ فکر کے لوگ کرتے ہیں، صریح گمراہی ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا. اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَّاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا[35]

---

[34]Abu Gadah, Abdul Fatah, Lamhat min Tareekh ul Sunnah wa Ulum ul Hadees, Makta ul Maktubat al Islamiyah, Beirut, 1404 A.H/1983, p 11
[35]An Nisa 4: 150-151

Vol. 8, No. 1 || January –June 2022 || P. 40-62
https://doi.org/10.29370/siarj/issue14urduar3

جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم فلاں فلاں رسول پر تو ایمان لاتے ہیں اور فلاں کا انکار کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان (ایک تیسری) راہ اختیار کریں. ایسے ہی لوگ پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے رسواکن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ[36]

جو رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔

کیا حدیث تفسیر کا خارجی وثانوی ذریعہ ہے؟

فراہی و اصلاحی نظریات کے مطابق حدیث قرآن کے خارجی ذرائع میں سے ہے اور اسے اصل کے بجائے فرع کا درجہ حاصل ہے۔

حمید الدین فراہی کے نزدیک:

"چند مآخذ بنیاد اور اصل کی حیثیت رکھتے ہیں اور بعض فرع کی۔ اصل کی حیثیت تو صرف قرآن کو حاصل ہے، اس کے سوا کسی چیز کو یہ حیثیت حاصل نہیں ہے۔ باقی فرع کی حیثیت سے تین ہیں: (۱) احادیث (۲) قوموں کے ثابت شدہ اور متفق علیہ حالات (۳) گزشتہ انبیاء کے صحیفے جو محفوظ ہیں۔ اگر احادیث، تاریخ اور قدیم صحیفوں میں ظن اور شبہ کو دخل نہ ہو تو ہم ان کو فرع کے درجہ میں نہ رکھتے، بلکہ سب کی حیثیت اصل کی قرار پاتی اور سب بلا اختلاف ایک دوسرے کی تائید کرتے۔"[37]

صاحبِ تدبر القرآن کے نزدیک:

---

[36]An Nisa 4:80
[37]Mammuah Tafaseere Farahi, p 37-39

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 1 || January –June 2022 || P. 40-62
https://doi.org/10.29370/siarj/issue14urduar3

(خارجی) وسائل جو قرآن سے باہر کے ہیں، مثلاً حدیث، تاریخ، سابق آسمانی صحیفے اور تفسیر کی کتابیں، اگرچہ اپنے امکان کی حد تک میں نے ان سے بھی فائدہ اٹھایا ہے، لیکن ان کو داخلی وسائل کے تابع رکھ کر ان سے استفادہ کیا ہے۔[38]

جبکہ جمہور علماء کا موقف ہے کہ شرعی احکام کے استنباط واحتجاج کے اعتبار سے سنت قرآن سے دوسرے درجہ میں ہے۔ جس طرح قرآن وحی الہٰی ہے اسی طرح حدیث بھی مبنی بر وحی ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى[39]

وہ اپنی خواہش نفس سے کچھ بھی نہیں کہتے۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے

نیز فرمایا

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا[40]

اور رسول جو تمہیں دے اس کو لو اور جس سے روک دے اس سے رک جاؤ۔

محمد مصطفیٰ اعظمی قرآن وسنت کے باہمی تعلق کی وضاحت، اس آیت کی روشنی میں یوں بیان کرتے ہیں

"و تشير هذه الاية الكريمة الى تلقى الشريعة من مصدر واحد ---سواء كان ذلک قرآناً أو سنة و كلاهما من وحي الله"[41]

آیت ہٰذا اس امر کی جانب اشارہ کر رہی ہے کہ شریعت کو ایک ہی مصدر سے لیا جائے خواہ وہ قرآن ہو یا سنت کیونکہ وہ دونوں اللہ کی طرف سے وحی ہیں۔

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا

تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما: كتاب الله، وسنة نبيه[42]

[38]Tadabur al Quran, Muqadmah, v 1, p 13-14
[39]An Najam 53:3-4
[40]Al Hashar 59:7
[41] Mustafa Al Azmi, Muhammad, Darasat fil Hadees al Nabvi wa Tareekh Tadvini hi, Al Maktab al Islami, 1400 A.H/ 1980, v 1, p 14

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 1 || January –June 2022 || P. 40-62
https://doi.org/10.29370/siarj/issue14urduar3

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جب تک ان دونوں کا دامن مضبوطی سے تھامے رہو گے ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔(۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ۔

حاصل یہ کہ قرآن کی شرح و تفسیر میں سنت کو ثانوی یا فرعی حیثیت حاصل نہیں ہے بلکہ قرآن وسنت دونوں کا سرچشمہ ایک ہی ہے۔ وحی متلو کا نام قرآن کو دیا گیا اور سنت کو وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔ ان میں کسی ایک سے انکار یا حدیث سے راہنمائی لیے بغیر صرف قرآن کی ہی کافی سمجھنا گمراہی ہے۔

حافظ انس مدنی نے فراہی صاحب کے اصول ہائے تفاسیر پر سیر حاصل تحقیق و تقابلی مقالہ تحریر کیا۔ لکھتے ہیں:

"قرآن وسنت کے مابین کسی قسم کی تفریق، تقدیم وتاخیر یا مدارج کے تعین میں قرآن و حدیث کے قاضے، سلف صالحین کے آثار، نیز علماء و محققین کے فیصلوں کے منافی ہے۔ اصلاً دونوں چیزیں یکساں طور پر مدارِ شریعت ہیں۔"[43]

اگر مفسرین کے مختلف مناہج واسالیب کا مشاہدہ کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اکثریت ان امور کی موئید ہے:

- قرآن کریم کے عموم کی تخصیص سُنت کے ذریعہ کی جاسکتی ہے۔
- قرآن کریم کے مُطلَق فرامین کی تقیید اور تنسیخ سُنّت کی ذریعے کی جاسکتی ہے ۔
- قرآن کی سب سے قابلِ اعتبار تاویل بھی اسی حدیث وسنت کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔
- قرآن کے اجمال کی معتبر ترین تفصیل آپ ﷺ کی حدیث وسنت ہے۔
- قرآن مجید کے قابل تفسیر الفاظ کو حدیثِ مبارکہ مُفَسّر کرتی ہے۔
- رسول اللہ ﷺ کے فرائضِ نبوت میں قرآن کی تعلیم و تشریح بھی شامل ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن نے آپ کو لقب مبین سے نوازا۔
- احکامِ قرآنی میں احادیث رسول ﷺ استثنائی صورت حال کی توضیح فراہم کرتی ہیں۔۔
- قرآن مجید میں موجود ہر مبہم بات کی صحیح ترین تفسیر و توضیح سنت رسول ﷺ میں موجود ہے۔
- قرآن میں موجود اختصار کی معتبر ترین تشریح و تفسیر سنت ہے۔

[42]Mautta Imam Malik, Kutub ul Jameh, Bab…, Hadith 1395

[43] Anas Nazar, Maulana Hameed ud deen Farahi aur Jamhur ky Asule Tafseer-Tehqiqi wa Taqauli Mutala, Kitab Mahal Lahore, n.d, p 414

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 1 || January –June 2022 || P. 40-62
https://doi.org/10.29370/siarj/issue14urduar3

حدیثِ معاذ بن جبل کی روشنی میں مذکورہ نکات کی وضاحت ہوتی ہے۔[44] حدیثِ معاذ بن جبل شریعت اِسلامیہ کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔اس میں حکمِ شرعی کے حصول کے لیے مآخذ ترتیب سے بیان کر دیے گئے ہیں۔ چنانچہ کسی درپیش مسئلہ کا حل دریافت کرنے کیلیے سب سے پہلے قرآن مجید س سے رجوع کیا جائے گا اور اگر قرآن میں معلوم نہ ہو تو حدیث سے رہنمائی لی جائے گی۔ کسی معاملہ میں قرآن سے حکم مل جائے تو اس کی تشریح و توضیح کے لیے بھی حدیث و سنت سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

یہ حدیث شریعت کی بنیاد ہے جس میں بطور مآخذ قرآن و حدیث حکم شرعی کے حصول کے لئے بالترتیب بیان ہوئے ہیں۔ کہ درپیش مسئلہ کا حکم معلوم کرنے کے لیے سب سے پہلے یقیناً قرآن کریم سے رہنمائی لی جائے گی اگر قرآن سے نہ ملے تو حدیث کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ قرآن میں حکم ملے تو سنت کی طرف نہیں جائیں گے ؟ ہر گز نہیں۔ سنت کی طرف جانا ضروری ہے کیونکہ سنت سے قرآن کریم کی شرح ہوتی ہے۔ یا ممکن ہے کہ سنت نے اس قرآنی حکم جو بظاہر عام ہو لیکن سنت نے اس کی تخصیص کر دی ہو وغیرہ۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ حدیث تفسیرِ قرآن کے خارجی اور فرعی ذریعہ میں سے نہیں بلکہ تفسیر کے بنیادی اصول ہی دو ہیں

"تفسیر القرآن بالقرآن اور تفسیر القرآن بالحدیث"

اور یہ اصول بھی بظاہر دو نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں ایک ہی ہیں۔

فراہی مکتب کے نزدیک تفسیر کے داخلی ذرائع۔ مبنی بر ظن :

مولانا فراہی کے نزدیک احادیث فرع اس لیے ہیں کیونکہ وہ ظن و تخمین پر مبنی ہیں۔ لکھتے ہیں

> ہم نے احادیث، تاریخ اور قدیم صحائف کو اس بنا پر فرع کے درجہ میں رکھا ہے کہ ان میں ظن وشبہ کا عنصر موجود ہے۔ اس عنصر کی عدم موجودگی میں ان کی حیثیت اصل قرار پاتی اور اختلاف کی گنجائش نہ رہتی۔[45]

پھر تفسیر قرآن کا یہ "غلط اصول" ہے کہ قرآن کی تاویل حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں کی جائے، کیونکہ حدیث کی تاویل قرآن مجید کی روشنی میں ہونی چاہیے۔"[46]

---

[44]Jamia Tirmidhi, Kitabul Ahkam, Bab…, v 3, p 616, Hadith 1238
[45]Mammuah Tafaseere Farahi, p 37-39

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 1 || January –June 2022 || P. 40-62
https://doi.org/10.29370/siarj/issue14urduar3

یہ طرزِ فکر ائمہ تفسیر کی تصریحات سے قطعی متصادم ہے۔ مولانا فراہی کے نزدیک حدیث سے تفسیر کرنا غلط اصول ہے اور مولانا اصلاحی کے نزدیک یہ خارجی ذرائع میں سے ہے۔ جبکہ غور کیا جائے تو تفسیرِ قرآن کے " صحیح اصول "اور "داخلی ذرائع " نظم قرآن، ادب جاہلی اور نظائر قرآنی وغیرہ سے تفسیر جو کہ خود اجتہادی ذرائع ہیں، کیونکہ ان میں فہم و فکر کا دخل ہے، فلہذا ان پر کلی اعتماد کیونکر کیا جاسکتا ہے۔ اس میں تو اختلاف کی پوری پوری گنجائش موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خود مولانا فراہی کے تلمیذِ رشید مولانا اصلاحی نے نظم قرآن کے قائل ہونے کے باوجود اپنی تفسیر میں بہت سے مقامات پر ان سے اختلاف کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فراہی مکتبہ فکر حدیث کو ظنی ہونے کی وجہ سے رد کرتے ہیں اور اسے خارجی ذریعہ قرار دیتے ہیں جبکہ ان کے بیان کردہ ذرائع تفسیر بھی قطعی و حتمی نہیں ہیں۔

اگر حدیث کو ظنی و خارجی قرار دے کر محض قرآن ہی کے بل بوتے پر تفسیر کو درست اصول مان لیا جائے تو پھر تمام گمراہ فرقوں کا تو یہی دعویٰ ہے کہ قرآن ہی سے قرآن کی تفسیر کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد لائق توجہ ہے

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, أَنَّهُ قَالَ :أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أَرِيكَتِهِ، يَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ! فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ! وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ! أَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمْ لَحْمُ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ، وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ، وَلَا لُقَطَةُ مُعَاهِدٍ, إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا، وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوهُ، فَإِنْ لَمْ يَقْرُوهُ, فَلَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ[47]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''خبر دار! مجھے قرآن کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز بھی دی گئی ہے۔ عنقریب ایسے ہوگا کہ ایک پیٹ بھرا (آسودہ حال) آدمی اپنے تخت یا دیوان پر بیٹھا کہے گا کہ اسی قرآن کو اختیار کرلو، جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو اور جو اس میں حرام ہے اسے حرام سمجھو۔ خبر دار! تمہارے لیے پالتو گدھے، نیش دار درندے اور کسی ذمی (کافر) کا گرا پڑا مال اٹھا لینا حلال نہیں، الا یہ کہ اس کا مالک اس سے بے پرواہ ہو۔ اور جو کوئی کسی قوم کے پاس جائے تو ان پر

[46]Risail al Imam al Farahi, p 278
[47]Sunan abu Dawood, Kitab ul Sunnah, Bab.., Hadith 4604

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 1 || January –June 2022 || P. 40-62
https://doi.org/10.29370/siarj/issue14urduar3

واجب ہے کہ اس کی مہمانی کریں، اگر وہ اس کی مہمانی نہ کریں تو اسے حق حاصل ہے کہ اپنی مہمانی کے مثل ان سے بذریعہ طاقت حاصل کر لے۔

چنانچہ قرآن کی تفسیر کے لیے وہی ذرائع مستند ہیں جو سلف صالحین نے استعمال کیے، آج قرآن کی تفسیر کے لیے نئے علوم و فنون سے استفادہ تو ضرور کیا جا سکتا ہے مگر ان بنیادی ذرائع تفسیر کی اہمیت کو قطعاً ختم یا کم نہ گردانا جائے جو احکام شریعت کے افہام کے لیے مصادر متصور ہوتے رہے۔

خلاصہ کلام:

تفسیرِ قرآن کے مختلف اصول و مناہج قائم کیے گئے، مگر تفسیر حجت صرف وہی ہو گی جو نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرامؓ سے منقول ہو گی۔ اس کے علاوہ دیگر تمام اصولِ تفاسیر علمی نکتے تو ہو سکتے ہیں، جن میں صحت و غلطی دونوں کا امکان ہے لیکن انہیں قطعیت کے ساتھ مرادِ الٰہی نہیں کہا جا سکتا۔ مولانا فراہی اور اصلاحی کے نظریات کے شذوذ اور تضادات سے ان کی کمزوری عیاں ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں راہِ افراط و غلو پر گامزن ہیں، جو لائقِ استحسان نہیں ہے۔ علمائے تفسیر نے نظمِ قرآن کو داخلی اصولِ تفسیر تو کجا تفسیر کے لیے ضروری علوم میں بھی شمار نہیں کیا، لہذا اس کی بنیاد پر تفسیر "تفسیر بالرائے" ہو گی اور تفسیر بالرائے اگر شرائط و ضوابط (مثلاً تفسیر بالماثور) کے موافق نہ ہو تو مذموم ہوتی ہے۔

حدیثِ رسول ؐخواہ وہ کتنے ہی ثقہ و معتبر راویوں سے کیوں نہ مروی ہو، اسے اصولِ تفسیر میں ظن کی بنیاد پر 'فرع' اور خارجی ذریعہ تفسیر کی حیثیت دی جا رہی ہے، جب کہ ذاتی ظن و تخمین سے ثابت کیے جانے والے نظمِ قرآن کو حدیث کے مقابلہ میں 'اصل' کی حیثیت دی جا رہی ہے۔ جبکہ قرآن و سنت دونوں مبنی بر وحی ہیں۔ لہذا مولانا اصلاحی کے یہ داخلی و خارجی ذرائع تفسیر محل نظر ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)